

(کی اطاعت) کی طرف لے جاتا تو ہم ان کے پیروں بن جاتے اور اگر انہیں ہماری طرف لائے تو پھر انہیں ہمارا اتباع کرنا چاہیے۔

تمہارا براہو! میں نے کوئی مصیبت تو کھڑی نہیں کی اور نہ کسی بات میں تمہیں دھوکا دیا ہے اور نہ اس میں فریب کاری کی ہے۔ تمہاری جماعت ہی کی یہ رائے قرار پائی تھی کہ دو آدمی چن لئے جائیں جن سے ہم نے یہ اقرار لے لیا تھا کہ وہ قرآن سے تجاوز نہ کریں گے۔ لیکن وہ اچھی طرح دیکھنے جانے کے باوجود قرآن سے بہک گئے اور حق کو چھوڑ بیٹھے اور ان کے جذبات بے راہ روی کے متفضی ہوئے۔ چنانچہ وہ اس روشن پر چل پڑے (حالانکہ) ہم نے پہلے ہی ان سے شرط کر لی تھی کہ وہ عدل والنصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے اور حق کا مقصد پیش نظر رکھنے میں بد نیتی و بے راہ روی کو دخل نہ دیں گے۔ (اگر ایسا ہوا تو وہ فیصلہ ہمارے لئے قابل تسلیم نہ ہوگا)۔

--☆☆--

خطبہ (۱۲۶)

اس میں بصرہ کے اندر برپا ہونے والے ہنگاموں کا تذکرہ ہے اے احلف! میں اس شخص کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک ایسے لشکر کو لے کر بڑھ رہا ہے کہ جس میں نہ گرد و غبار ہے، نہ شور و غوغاء، نہ لگاموں کی کھڑکھڑا ہٹ ہے اور نہ گھوڑوں کے ہنہنائے کی آواز۔ وہ لوگ زمین کو اپنے پیروں سے جو شتر مرغ کے پیروں کے مانند ہیں روند رہے ہوں گے۔

سید رشی کہتے ہیں کہ: حضرت نے اس سے جلشیوں کے سردار طے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا:

ان لوگوں کے ہاتھوں سے کہ جن کے قتل ہو جانے والوں پر میں نہیں کیا جاتا اور گم ہونے والوں کو ڈھونڈھا نہیں جاتا، تمہاری ان آباد

اتَّبَعْنَاهُمْ، وَ إِنْ جَرَّهُمْ إِلَيْنَا
اتَّبَعُونَا۔

فَلَمَّا أَتَ . لَا أَبَا لَكُمْ . بُجْرًا،
وَ لَا خَنْلُكُمْ عَنْ أَمْرِكُمْ،
وَ لَا لَبَسْتُهُ عَلَيْكُمْ، إِنَّمَا اجْتَسَعَ
رَأْيُ مَلِئِكُمْ عَلَى اخْتِيَارِ رَجُلَيْنِ،
أَخْدُنَا عَلَيْهِمَا آنَ لَا يَنْتَعَدِيَا الْقُرْآنَ،
فَتَاهَا عَنْهُ، وَ تَرَكَ الْحَقَّ وَ هُمَا
يُبَصِّرَانِهِ، وَ كَانَ الْجَوْزُ هَوَاهُمَا
فَمَضَيَا عَلَيْهِ، وَ قَدْ سَبَقَ اسْتِتْنَاهُمَا
عَلَيْهِمَا . فِي الْحُكْمُمَةِ بِالْعَدْلِ، وَ الصَّمْدِ
لِلْحَقِّ . سُوءَ رَأْيِهِمَا وَ جَوْزُ حُكْمِهِمَا .

-----☆☆-----

(۱۲۶) وَمِنْ كَلَامِ اللَّهِ عَلَيْهِ الْمَلَامُ

فِيمَا يَخْبِرُ بِهِ عَنِ الْمَلَاحِمِ بِالْبَعْثَرَةِ
يَا آخْنَفُ! كَانَ فِيهِ وَ قَدْ سَارَ بِالْجَيْشِ
الَّذِي لَا يَكُونُ لَهُ عُبَيْرٌ وَ لَا لَجَبٌ،
وَ لَا قَعْقَعَةُ لُجْمٍ، وَ لَا حِمَحَةُ خَيْلٍ،
يُشَيِّرُونَ الْأَرْضَ بِأَقْدَامِهِمْ كَانَهَا
أَقْدَامُ النَّعَامِ .

يُؤْمِنُ بِذِلِّكَ إِلَى صَاحِبِ الزِّيْجِ . ثُمَّ
قَالَ عَلَيْهِمْ :

وَيْلٌ لِّسَكِكُمُ الْعَامِرَةِ، وَ الدُّوْرِ
الْمَزْرُوفَةِ الَّتِي لَهَا أَجْنَحَةٌ كَاجْنَحَةِ

گلیوں اور سچے سجائے مکانوں کیلئے تباہی ہے کہ جن کے چھجھ گدوں کے پروں اور ہاتھیوں کی سونڈوں کے مانند ہیں۔ میں دنیا کو اوندھے منہ گرانے والا اور اس کی بساط کا صحیح اندازہ رکھنے والا اور اس کے لائق حال نگاہوں سے دیکھنے والا ہوں۔

[اسی خطبہ کے ذیل میں تکوں کی عالت کی طرف اشارہ کیا ہے]

میں ایسے لوگوں ملکوں کو دیکھ رہا ہوں کہ جن کے چہرے ان ڈھالوں کی طرح ہیں کہ جن پر چڑے کی تہیں منڈھی ہوئی ہوں۔ وہ ابریشم و دیبا کے کپڑے پہننے ہیں اور اصل گھوڑوں کو عزیز رکھتے ہیں اور وہاں کشت و خون کی گرم بازاری ہو گی، یہاں تک کہ زخمی کشتوں کے اوپر سے ہو کر گزریں گے اور پنج کر بھاگ نکلنے والے اسیر ہونے والوں سے کم ہوں گے۔

(اس موقع پر) آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے حوقیلہ بنی کلب سے تھا عرض کیا کہ: یا امیر المؤمنین! آپ کو تو علم غیب مکمل ہے۔ جس پر آپ نہ ہے اور فرمایا:

اے برادر کلبی! یہ علم غیب نہیں، بلکہ ایک صاحب علم (رسول) سے معلوم کی ہوئی باتیں ہیں۔ علم غیب تو قیامت کی گھڑی اور ان چیزوں کے جاننے کا نام ہے کہ جنہیں اللہ سبحانہ نے ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾... والی آیت میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ اللہ ہی جانتا ہے کہ شکمتوں میں کیا ہے، نر ہے یا مادہ، بد صورت ہے یا خوبصورت، سخنی ہے یا بخیل، بد بخت ہے یا خوش نصیب اور کون جہنم کا ایندھن ہو گا اور کون جنت میں نبیوں کا رفیق ہو گا۔ یہ وہ علم غیب ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ رہا دوسرا چیزوں کا علم تو وہ اللہ نے اپنے نبی کو دیا اور نبی نے مجھے بتایا اور میرے

النُّسُورُ، وَ حَرَاطِيمُ كَحَرَاطِيمِ الْفِيلَةِ،
مِنْ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَا يُنَدِّبُ قَتْلِهِمُ، وَ لَا
يُفَقِّدُ غَائِبُهُمُ۔ آنَا كَابُ الدُّنْيَا لِوَجْهِهَا، وَ
قَادِرُهَا بِقُدرِهَا، وَ نَاظِرُهَا بِعَيْنِهَا.
[مِنْهُ: يُؤْمِنُ بِهِ إِلَى وَصْفِ الْأَثْرَالِ]
كَانَ أَرَادُهُمْ قَوْمًا كَانَ وُجُوهُهُمُ الْمَجَانُ
الْمُطْرَقَةُ، يَلْبِسُونَ السَّرَّاقَ وَ الدِّيَبَاجَ،
وَ يَعْتَقِبُونَ الْخَيْلَ الْعِتَاقَ، وَ يَكُونُ
هُنَاكَ اسْتِحْرَارٌ قَنْلٌ، حَتَّى يَمْشِيَ الْمَجْرُوحُ
عَلَى الْمَقْتُولِ، وَ يَكُونَ الْمُفْلِتُ أَقْلَى
مِنَ الْمَأْسُورِ! .

فَقَالَ لَهُ بَعْضُ أَصْحَابِهِ: لَقَدْ أَعْطَيْتَ
يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عِلْمَ الْغَيْبِ! فَصَحَّحَ عَلَيْهِ
وَقَالَ لِلرَّجُلِ-وَكَانَ كَلِيًّا-:
يَا آخَا كَلِبُ! لَيْسَ هُوَ بِعِلْمِ غَيْبٍ، وَ
إِنَّمَا هُوَ تَعْلُمُ مِنْ ذَنِي عِلْمٍ، وَ إِنَّمَا عِلْمُ
الْغَيْبِ عِلْمُ السَّاعَةِ، وَ مَا عَدَدَهُ اللَّهُ
سُبْحَانَهُ يَقُولُهُ: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ
السَّاعَةِ﴾... الْأَيْةُ، فَيَعْلَمُ سُبْحَانَهُ مَا فِي
الْأَزْحَامِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى، وَ قَبِيْحٍ أَوْ
جَبِيْلٍ، وَ سَخِيٍّ أَوْ بَخِيْلٍ، وَ شَقِيٍّ أَوْ سَعِيْدٍ، وَ
مَنْ يَكُونُ فِي النَّارِ حَكَلًا، أَوْ فِي الْجَنَانِ
لِلنَّبِيِّيْنَ مُرَافِقًا، فَهَذَا عِلْمُ الْغَيْبِ الَّذِي
لَا يَعْلَمُهُ كَاهِدٌ إِلَّا اللَّهُ، وَ مَا سِوَى ذَلِكَ فَعِلْمٌ

عَلَمَهُ اللَّهُ تَبَيَّنَهُ بِهِ فَعَلَمَنِيهِ، وَ دَعَا إِلَيْهِ بِأَنْ
لَئَنْ دُعا فَرَمَى كَمِيرًا سِينَهُ أَنَّهُ مَحْفُوظٌ رَكَّهُ اورَ مِيرِي پُلِّیاں
يَعِيَّهُ صَدْرِيُّ، وَ تَضْطَمَ عَلَيْهِ جَوَانِحِيُّ.
أَنَّهُ سَمِيَّهُ رِبِّیُّ.

--☆☆--

-----☆☆-----

۵۔ علی بن محمد "رے" کے مضافات میں ورز نین نامی ایک گاؤں میں پیدا ہوا۔ خوارج کے فرقہ از ارقہ سے تعلق رکھتا تھا اور خود کو محمد ابن احمد صحبتی ابن عیسیٰ ابن زید ابن علی کا فرزند کہہ کر سیادت کا مددگار بتاتا تھا، مگر اہل انساب و سیرے نے اس کے دعوائے سیادت کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے اور اس کے باپ کا نام "محمد ابن احمد" کے بجائے "محمد ابن ابراہیم" تحریر کیا ہے جو قبیلہ عبد القیس سے تھا اور ایک سنہ حی کی نیز کے بطن سے متولد ہوا تھا۔ علی بن محمد نے ۲۵۵ھ میں مہتدی باللہ کے دور میں خروج کیا اور اطراف بصرہ میں لےئے والے غلاموں کو مال و دولت اور آزادی کا لالچ دے کر اپنے ساتھ ملا لیا اور کے اشوال ۲۵ھ میں ماردھاڑ کرتا ہوا بصرہ کے اندر داخل ہوا اور صرف دودن میں تیس ہزار افراد کو کہ جن میں بچے، بوڑھے، عورتیں سب ہی تھیں موت کے گھٹاٹ اتار دیا اور قلم و سفارکی اور وحشت و خونخواری کی انتہا کر دی۔ مکانوں کو مسمار کر دیا اور مسجدوں میں آگ لگادی اور لگا تار چودہ برس تک قتل و غارت گری کے بعد موفق کے دور میں صفر ۷۰ھ میں قتل ہوا اور لوگوں کو اس کی تباہ کاریوں سے نجات ملی۔

امیر المؤمنین علیہ السلام کی یہ پیشین گوئی ان پیشین گوئیوں میں سے ہے جو آپؐ کے علم امامت پر روشنی ڈالتی ہیں۔ چنانچہ اس کے شکر کی جو کیفیت بیان فرمائی ہے کہ نہ اس میں گھوڑوں کے ہنہنا نے کی آواز اور نہ ہتھیاروں کے کھڑکھڑانے کی صدا ہوگی، ایک تاریخی جیشیت رکھتی ہے۔ جیسا کہ مُورخ طبری نے لکھا ہے کہ: جب یخروج کے ارادے سے مقام کرخ کے قریب پہنچا تو وہاں کے لوگوں نے اس کا خیر مقدم کیا اور ایک شخص نے ایک گھوڑا بطور تختہ اسے پیش کیا، مگر تلاش کے باوجود اس کیلئے لام نہ مل سکی۔ آخر ایک رسی کی لگام دے کر اس پر سوار ہوا اور یونی اس کے شکر میں اس وقت صرف تین تلواریں تھیں: ایک خود اس کے پاس اور ایک علی ابن ابیان مہلبی اور ایک محمد ابن مسلم کے پاس اور بعد میں لوٹ مار سے کچھ اور اسلحہ ان کے ہاتھ لگ گیا تھا۔

۶۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کی یہ پیشین گوئی تاتاریوں کے حملہ کے متعلق ہے جو ترکستان کے شمال مشرق کی جانب صحرائے منگولیا کے رہنے والے تھے۔ ان نیم و حشی قبیلوں کی زندگی لوٹ مار اور قتل و غارت میں گزرتی تھی اور آپؐ میں اڑتے بھرتے اور گرد و نواح پر حملہ کرتے رہتے تھے۔ ہر قبیلہ کا سردار الگ الگ ہوتا تھا جو ان کی حفاظت کا ذمہ دار سمجھا جاتا تھا۔ چیگیز خان جوانی تاتاری قبائل کے حکمران خاندان کا ایک فرد اور بڑا ہمت و جرأت مند تھا ان تمام منتشر و پراگہدہ قبیلوں کو منظم کرنے کیلئے اٹھا اور ان کے مزاحم ہونے کے باوجود اپنی قوت و حسن تدبیر سے ان پر قابو پانے میں کامیاب ہو گیا اور ایک کثیر تعداد اپنے پرچم کے بیچے جمع کر کے ۶۰۶ھ میں سیلاہ کی طرح امنڈا اور شہروں کو غرق اور آبادیوں کو ویران کرنا تھا ہوشماںی چین تک کا علاقہ فتح کر لیا۔

جب اس کا اقتدار قائم ہو گیا تو اس نے اپنے ہمسایہ ملک ترکستان کے فرمازو اعلاء الدین خوارزم شاہ کی طرف دست مصالحت بڑھایا اور ایک وفتح کراس سے عہد لیا کہ تاتاری تاجر اس کے علاقہ میں خرید و فروخت کیلئے آتے جاتے رہیں گے۔ ان کے جان و مال کو کسی قسم کا گزند

نہ پہنچا یا جائے۔ چنانچہ کچھ عصہ تک وہ بے کھلے آتے جاتے رہے، مگر ایک موقع پر اس نے تاتاری تاجروں پر جاسوی کا لادام کا کامال لوٹ لیا اور انہیں والی اترار کے ذریعہ قتل کروادیا۔ چنگیز خان کو جب معاهدہ کی خلاف ورزی اور تاتاری تاجروں کے مارے جانے کا علم ہوا تو اس کی آنکھوں سے شرارے برنسنے لگے، غصہ میں پیچ و تاب کھانے لگا اور علاوہ الدین کو پیغام بھیجا کہ وہ تاتاری تاجروں کا مامال واپس کرے اور والی اترار کو اس کے حوالے کرے، مگر علاوہ الدین اپنی قوت و طاقت کے نشہ میں مدد ہوش تھا، اس نے کوئی پروانہ کی اور ناعاقبت اندیشی سے کام لیتے ہوئے چنگیز خان کے اپنی کوئی بھی مراد دیا۔ اب چنگیز خان میں تاب ضبط نہ رہی۔ اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ شمشیر بکف الحکڑا ہوا اور تاتاری جنگجو بادر فقار گھوڑے دوڑاتے ہوئے بخارا پر چڑھ دوڑے۔ علاوہ الدین بھی چار لاکھ نبرد آزماؤں کے ساتھ مقابلہ کو نکلا مگر تاتاریوں کے تباہ توڑھلوں کو نہ روک سکا اور چند ہی ہملوں میں سپر انداختہ ہو کر جھونک کے راستے سے نیشاپور کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ تاتاریوں نے بخارا کی ایسٹ سے اینٹ بھاڈی۔ مسجدوں اور مدرسوں کو مسمار اور گھروں کو پھونک کر راکھا ڈھیر کر دیا اور بلا امتیاز زن و مرد سب کو حومت کے گھٹاٹ اتار دیا اور اگلے سال سمر قند پر یوش کی اور اسے بھی تباہ و بر باد کر کے رکھ دیا۔

علاوہ الدین کے بکل بھاگنے کے بعد اس کے بیٹے جلال الدین خوارزم شاہ نے حکومت کی باغ ڈور سنبھال لی تھی۔ تاتاریوں نے اس کا بھی پیچھا کیا، مگر وہ دس برس تک ادھر سے ادھر بھاگنا پھر اور ان کے ہاتھ ملا کا اور آخر دیر یا کو عبور کر کے اپنی عدو سلطنت سے باہر بکل گیا۔ اس اشتائم تاتاریوں نے آباد رہنے والے مینوں کو ویران اور نسل انسانی کو تباہ کرنے میں کوئی دیقتانہ رکھا۔ نکوئی شہر ان کی غارت گریوں سے بچ سکا اور نہ کوئی آبادی ان کی پامالیوں سے محفوظ رہ سکی۔ جدھر کارخ کیا مملکتوں کو یہ وبالا کر دیا، حکومتوں کا تختہ اللہ دیا اور تھوڑے عصہ میں ایشیا کے بالائی حصہ پر اپنا اقتدار قائم کر لیا۔

جب ۶۲۲ھ میں چنگیز خان کا انتقال ہوا تو اس کی بجائے کا بیٹا اوتکانی خان تخت نشین ہوا جس نے ۶۲۸ھ میں جلال الدین کو ڈھونڈھ نکالا اور اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد چنگیز خان کے دوسرے لڑکے تویی خان کا بیٹا مکونو خان تخت حکومت پر بیٹھا۔ مکونو خان کے بعد قبیلائی خان مملکت کے ایک حصہ کا اوراث ہوا اور وسط ایشیا اس کے بھائی بلاکو خان کے حصہ میں آیا۔ جب سلطنت چنگیز خان کے پتوں میں بٹ گئی تو بلاکو خان اسلامی ممالک کو تحریر کرنے کی فکر میں تھا یہی کہ خراسان کے حفیوں نے شافعیوں کی خدمت میں آ کر اسے خراسان پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔ چنانچہ اس نے خراسان پر چڑھائی کر دی اور حفیوں نے اپنے کوتاتاری تواروں سے محفوظ بھجتے ہوئے شہر کے دروازے کھول دیئے۔ مگر تاتاریوں نے حفیوں اور شافعیوں میں کوئی امتیاز نہ کیا اور جو سامنے آیا اسے تنخی کر دیا اور وہاں کی بیشتر آبادی کو قتل کرنے کے بعد اسے اپنے مقبضات میں داخل کر لیا اور انہی شافعیوں اور حفیوں کے بھگلوں نے اس کیلئے عراق تک کے فتوحات کا دروازہ کھول دیا۔ چنانچہ خراسان کو فتح کرنے کے بعد اس کی ہمت بڑھ گئی اور ۶۵۶ھ میں دولاکھ تاتاریوں کے ساتھ بغداد کی جانب لٹکر کشی کی۔ معتصم بالله کی فوج اور اہل بغداد نے مل کر مقابلہ کیا مگر اس سیلا بلاکو روکنا ان کے بس میں نہ تھا۔ چنانچہ تاتاری مار دھاڑ کرتے ہوئے عاشروں کے دن بغداد کے اندر داشل ہو گئے اور چالیس دن تک اپنی خون آشام تواروں کی پیاس بمحاجتے رہے۔ گلی کوچوں میں خون کی ندیاں بہادیں، راستے لاشوں سے پاٹ دیئے، لاکھوں آدمیوں کو تھی کردیا اور معتصم بالله کو پیروں کے بیچ روند کر مار ڈالا اور صرف وہی لوگ بیچ سکے جو کنٹوں اور رتہ خانوں میں

چھپ کر ان کی انکھوں سے اوہ جمل رہ سکے۔ یعنی بغدادی کے جس سے عباسی سلطنت بنیاد سے بُل گئی اور اس کا پرچم پھر لہرا دے کا۔ بعض مؤمنین نے اس تباہی و بر بادی کی ذمہ داری ابن علقمی پر عائد کی ہے کہ اس نے شیعوں کے قتل عام اور مسلم کرخ کی تباہی سے متاثر ہو کر نصیر الدین طوی وزیر بلاکو خان کی وساطت سے اسے بغداد پر حملہ آور ہونے کی دعوت دی۔ اگر ایسا ہو یعنی تو اس تاریخی حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ اس سے پہلے اسلامی مالک پر حملہ کرنے کی تحریک غیفہ عباسی الناصر دین اللہ کرچا تھا۔ چنانچہ جب خوارزمیوں نے مرکز خلافت کے اقتدار کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو اس نے چنگیز خان کو خوارزم پر حملہ کرنے کیلئے کھلوایا تھا جس سے تاتاریوں کو یہ اندازہ ہو گیا کہ مسلمانوں میں تیکھی و اتحاد نہیں ہے اور پھر حفیظوں نے شافعیوں کی سروپی کیلئے بلاکو خان کو بلا و بھیجا تھا جس کے نتیجے میں خراسان پر ان کا اقتدار قائم ہو گیا اور بغدادی کی طرف پیش قدمی کرنے کیلئے انہیں راستہ مل گیا۔ ان حالات میں بغدادی کی تباہی کا پیش نیمہ یہی خراسان کی فتح تھی کہ جس کا سبب وہاں کے حفظی باشندے تھے۔ چنانچہ اسی فتح کی وجہ سے اس کا اتنا حوصلہ ہوا کہ وہ مسلمانوں کے مرکز پر حملہ آور ہو، ورنہ جس ایک شخص کے پیغام کا نتیجہ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ بغدادی سے قدیم مرکز پر یلغار کرتا ہوا پہنچ جاتا کہ جس کی سطوت و بیعت کی دھاک ایک دنیا کے دلوں پر پتھری ہوئی تھی۔ ۵۳ ذاتی طور پر عالم الغیب ہونا اور چیز ہے اور اللہ کی طرف سے کسی امر پر مطلع ہو کر خبر دینا و سری چیز ہے۔ انبیاء و اولیاء علیہم السلام کو مستقبل کا علم ہوتا ہے وہ اللہ ہی کے سکھانے اور بتانے سے ہوتا ہے اگر کوئی ذاتی طور پر مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والی چیزوں سے آگاہ ہے تو وہ صرف اللہ سبحانہ ہے۔ البتہ وہ جس کو چاہتا ہے امور غیب پر مطلع کر دیتا ہے، چنانچہ اس کا ارشاد ہے:

﴿عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِيَّةٍ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ﴾

وہی غیب کا جاننے والا ہے اور اپنی غیب کی بات کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر جس پیغمبر کو وہ پسند فرمائے۔ ۵۴

یونہی امیر المؤمنین علیہ السلام کو بھی مستقبل کا علم تعلیم رسول و القائے ربانی سے حاصل ہوتا تھا جس کیلئے آپؐ کا یہ کلام ثابت ہے۔ البتہ کبھی بعض چیزوں پر مطلع کرنے کی مصلحت یا ضرورت نہیں ہوتی تو انہیں پر دہ خفا میں رہنے دیا جاتا ہے جن پر کوئی آگاہ نہیں ہو سکتا، جیسا کہ قدرت کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْبَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْضِ حَمِطْ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّا ذَا﴾

﴿تَكُسِّبَ عَدَّا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ يَأْتِي أَرْضَ تَمْوُتٍ إِنَّ اللَّهَ عَلَيْهِمْ حِلْيَرٌ﴾

بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی مینہ بر ساتا ہے اور انہیں میں جو کچھ ہے وہ جانتا ہے اور کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ وہ کیا کرے گا اور نہ کوئی شخص یہ جانتا ہے کہ وہ کس سرزی میں پر مرے گا۔ بے شک اللہ (ان چیزوں سے) آگاہ اور باخبر ہے۔ ۵۵



خطبہ (۱۲۷)

(۱۲۷) وَمِنْ حُكْلَةً لَّهُ عَلَيْهِ الْحَلَامُ

جس میں آپ نے پیانوں اور ترازوؤں کا ذکر فرمایا ہے اللہ کے بندو! تم اور تمہاری اس دنیا سے بندھی ہوئی امیدیں مقررہ مدت کی مہمان ہیں اور ایسے قرضدار جن سے ادا بینگی کا تقاضا کیا جا رہا ہے۔ عمر ہے جو گھٹتی جا رہی ہے اور اعمال ہیں جو محفوظ ہو رہے ہیں۔ بہت سے دوڑ دھوپ کرنے والے اپنی منت آکارت کرنے والے ہیں اور بہت سے سمعی و کوشش میں لگے رہنے والے گھائے میں جا رہے ہیں۔ تم ایسے زمانے میں ہو کہ جس میں بھلائی کے قدم پیچھے ہٹ رہے ہیں اور برائی آگے بڑھ رہی ہے اور لوگوں کو تباہ کرنے میں شیطان کی حرث تیز ہوتی جا رہی ہے۔

چنانچہ یہی وقت ہے کہ اس (کے ہتھکنڈوں) کا سروسامان مضبوط ہو چکا ہے اور اس کی سازشیں پھیل رہی ہیں اور اس کے شکار آسانی سے پھنس رہے ہیں۔ جدھر چاہو لوگوں پر نگاہ دوڑا، تم یہی دیکھو گے کہ ایک طرف کوئی نقیر فقر و فاقہ جھیل رہا ہے اور دوسری طرف دولت مند نعمتوں کو کفران نعمت سے بدل رہا ہے اور کوئی بخیل اللہ کے حق کو دبا کر مال بڑھا رہا ہے اور کوئی سرکش پند و نصیحت سے کان بند کئے پڑا ہے۔

کہاں ہیں تمہارے نیک اور صاحب افراد؟ اور کہاں ہیں تمہارے عالی حوصلہ اور کریم النفس لوگ؟ کہاں ہیں کاروبار میں (دغا و فریب) سے بچنے والے اور اپنے طور طریقوں میں پاک و پاکیزہ رہنے والے؟ کیا وہ سب کے سب اس ذلیل اور زندگی کا مزا کر کر نے والی تیز رو دنیا سے گزر نہیں گئے اور کیا تم ان کے بعد ایسے رذیل اور ادنی لوگوں میں نہیں رہ گئے کہ جن کے مرتبہ کو پست و حقیر سمجھتے ہوئے اور ان کے

فی ذِكْرِ الْمَكَابِيْلِ وَالْمَوَازِيْنِ
عِبَادَ اللَّهِ! إِنَّكُمْ - وَمَا تَأْمُلُونَ
مِنْ هَذِهِ الدُّنْيَا. أَثُوْيَاءُ مُؤَجَّلُونَ،
وَمَدِيْنُونَ مُقْتَضَوْنَ: أَجَلٌ مَنْتَقُوْصُ،
وَعَيْلٌ مَحْفُظٌ، فَرِبٌ دَائِبٌ مُضَيْعٌ،
وَرُبَّ كَادِحٌ حَاسِرٌ. وَقَدْ أَصْبَحَتُمْ فِي
زَمَنٍ لَا يَرْدَادُ الْخَيْرُ فِيهِ إِلَّا إِدَبَارًا،
وَلَا الشَّرُّ إِلَّا إِقْبَالًا، وَلَا الشَّيْطَنُ فِي هَلَالِ
النَّاسِ إِلَّا طَبَعًا.

فَهَذَا أَوَانٌ قَوِيَّثُ عُدَّتُهُ، وَعَيْمَ
مَكِيدَتُهُ، وَأَمْكَنَتُ فَرِيْسَتُهُ. إِضْرِبْ
بِطَرْفِلَكَ حَيْثُ شِئْتَ مِنَ النَّاسِ، فَهَلْ
ثُبَصَرُ إِلَّا فَقِيْدًا يُكَابِدُ فَقْرًا، أَوْ غَنِيَّا بَدَلَ
نِعْمَةَ اللَّهِ كُفُّرًا، أَوْ بَخِيلًا اتَّخَذَ الْبُخْلَ
بِحَقِّ اللَّهِ وَفَرًا، أَوْ مُتَمَرِّدًا كَانَ بِإِذْنِهِ عَنْ
سَمْعِ الْمَوَاعِظِ وَقُرَّاً!

أَيْنَ خِيَارُكُمْ وَصُلَحَاوُكُمْ! وَأَيْنَ
أَحْرَارُكُمْ وَسَيَحَاوُكُمْ! وَأَيْنَ الْمُتَوَرِّعُونَ
فِي مَكَابِيْلِهِمْ، وَالْمُتَنَزَّهُونَ فِي مَذَاهِبِهِمْ!
آلِيَّسْ قَدْ ظَعُونَ جَمِيْعًا عَنْ هَذِهِ الدُّنْيَا
الدَّرَنِيَّةِ، وَالْعَاجِلَةِ الْمُنَغَّصَةِ، وَهَلْ حِلْفَتُمْ
إِلَّا فِي حُثَالَةِ لَا تَلْتَقِي بِذِمَّهُمْ الشَّفَّاتَانِ،